امام خمینیؒ اور معاد وقیامت

سید علی کاظم
علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

جب بھی ہم کسی اچھے سامان کو دیکھتے ہیں تو سب سے پہلے ہمارا ذہن اس بات کی طرف جاتا ہے کہ یہ سامان کس کارخانہ کا بنا ہوا ہے اس کارخانہ کا بنانے والا کون ہے اور اس کارخانے میں کن اصولوں کے تحت یہ سامان بنایا گیا ہے۔ کیونکہ اس کے مقابلہ میں جو دوسرے سامان تھے وہ بہت جلد خراب اور ناپدید ہوگئے لیکن یہ سامان ہے جو کہ کافی دنوں تک اچھا رہا اور فائدہ پہنچاتا رہا۔

یہی مثال انسان کے لئے بھی ہے اگر ہم کسی اچھے طالب علم کو دیکھتے ہیں جو سخت مقابلہ میں کامیاب ہوا ہے تو سب سے پہلے ذہن اس بات کی طرف جاتا ہے کہ وہ طالب علم کس اسکول کا پڑھا ہوا ہے اور وہاں کا اصول اور نصاب کیسا تھا۔

اوپر کی دو مثالیں ظاہری اور مادی تھیں لیکن اگر ہم اس مثال پر غور کریں کہ ایک وہ شخص ہے جو نفس کا کمزور ہے یعنی اگر اس کے پاس قدرت ہے تو وہ اس کا غلط استعمال کرتا ہے۔ وہ جنگ اور صلح میں تمام چیزوں کو جائز سمجھتا ہے ظلم کرنے سے ذرہ برابر گریز نہیں کرتا ہے لوگوں کے حقوق کو پامال کرنے میں وہ تاریخ بناتا ہے تاریخ اس کے ذریعہ قتل وغارت کئے جانے سے شرمندہ ہے اس نے اپنے ذاتی مفاد کے لئے عوام کا خون چوسا ہے چاہے وہ اس کے ملک کے ہوں یا کسی دوسرے ملک کے ہوں۔ اپنی کرسی بچانے کے لئے ہزاروں کا حق تباہ کیا ہے۔ جب ان باتوں پر نظر پڑتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ یہ شخص بے لگام ہے اور کسی کے سامنے خود کو جواب دہ نہیں سمجھتا ہے

یعنی یہ کسی مبداء اور منتہا کا قائل نہیں ہے اور اس کی نظر میں صرف اور صرف مادہ

اور مادیت ہے۔

لیکن ایک طرف دوسرا شخص ہے جس کے اندر تمام خوبیاں کمال پر ہیں اور ایسے ایسے موقع پر خوبیاں اس سے ظاہر ہوئی ہیں کہ جمال پر اس کا تصور بھی محال ہے۔ جیسے دشمن تمام ظلم پر آمادہ ہے لیکن پھر بھی اتنا ہی جواب دیا جارہا ہے جتنا جائز ہے۔ ذاتی خوشی کے لئے جشن منانے سے گریز کرتا ہے چنانچہ جب امام خمینیؒ سے کسی صحافی نے پوچھا کہ آپ نے اتنی بڑی کامیابی حاصل کی کہ ۲۵۰۰ سالہ اس حکومت کو ختم کردیا جس کی امریکہ حمایت کررہا تھا اس موقع پر آپ کیسا محسوس کررہے ہیں تو امام خمینیؒ نے عجیب تاریخ ساز جواب دیتے ہوئے فرمایا تھا ''مجھے کوئی فخر محسوس نہیں ہورہا ہے۔'' اسی طرح جب ایران عراق کی جنگ ہورہی تھی اس وقت عراق شہری علاقوں میں بمباری کررہا تھا اور کیمیاوی اسلحہ کا بھی استعمال کررہا تھا لیکن جب امام خمینیؒ سے پوچھا گیا کہ کیا کریں تو ایسے موقع پر کیا کیا جائے تو آپ نے فرمایا کہ ہم لوگ کسی کے سامنے جوابدہ ہیں لہذا مظلوم ہوجاؤ لیکن ظالم ہرگز نہ بنو۔ ان لوگوں کو قتل کرنا جو جنگ میں شامل نہیں ہیں اسلحوں کا استعمال قطعی حرام ہے جو نسلوں پر اثر انداز ہو۔

انسان خوف کے وقت مقرب ہوجاتا ہے لیکن جب امام خمینیؒ کو قید کرکے قم سے تہران لے جایا جارہا تھا تو راستہ میں مغرب کا وقت ہوا امام خمینیؒ نے نماز کے لئے گاڑی روکنے کو کہا گاڑی رکی اور امام نے بہت آرام اور اطمینان کے ساتھ نماز پڑھی لیکن وہ پولس والے جو کہ امام کو گرفتار کر کے لے جارہے تھے راستہ میں خوف کی وجہ سے مضطرب تھے تو امام خمینیؒ نے ان کو دلاسہ دیا۔

آج تک یہی دیکھنے میں آیا ہے کہ عیش اور تعیش میں انسان قابو کھو بیٹھتا ہے لیکن اگر کوئی اس وقت اعتدال پر باقی رہ جائے تو یقیناً وہ کسی بڑے نظریہ کا حامل ہوتا ہے۔

امام خمینیؒ کا کچھ یہی انداز تھا۔ چاہے وہ انقلاب کے پہلے کا زمانہ ہو یا بعد کا، وہی اعتدال، وہی سادہ انداز اور وہی آزادی بیان کی حمایت وطرفداری کرنا۔ جبکہ ایران میں ولی

فقیہ کے طور پر سب سے اعلیٰ مذہبی اور حکومتی مقام پر فائز تھے لیکن اسکے بعد بھی ایک درویش کا منظر ان کی قیام گاہ پر نظر آتا تھا۔ اس کے اقوال میں وہی نرمی اور حق پسندی۔ جس کی دلیل یہ ہے کہ اس دور کے صدر مملکت کے نام پر اپنے مکتوب میں وہ لکھتے ہیں۔

''ہم لوگوں کو یہ گمان نہیں کرنا چاہئے کہ ہم لوگ جو کچھ کر رہے ہیں اس پر کسی کو اعتراض کا حق حاصل نہیں ہے بلکہ لوگوں کو تو یہ سمجھنا چاہئے کہ اعتراض واشکال اللہ کی طرف سے ایک ہدیہ ہے انسان کے رشد کے لئے! قرآنی آیات سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے۔

(الذین یستمعون القول فیتبعون احسنه)

یعنی مومن تمام باتوں کو سنتا ہے اور اچھی بات پر عمل کرتا ہے۔ اس میں آزادی بیان بھی ہے اور حقیقت طلبی بھی۔

امام خمینیؒ کی زندگی میں ایسے ہزاروں اقوال وواقعات موجود ہیں جو دنیا کے لئے آج بھی مشتعل راہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور دنیا کو تو تباہی سے بچا سکتے ہیں اوراس بات کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ امام خمینیؒ کے نظریہ کی بنیاد کچھ ایسے اصولوں پر تھی جو انسان کو ہمیشہ بیدار رکھتے ہیں جس کی وجہ سے ہمیشہ دل دھڑکتا رہتا ہے ہمیشہ اس بات کا خیال رہتا ہے کہ کوئی ہے جس نے اس دنیا کو بنایا ہے، کوئی ہے جس نے بنانے کے بعد انسان کو بے قید وبند نہیں چھوڑا ہے بلکہ اسے کمال تک پہنچنے کا تمام راستہ بھی بتادیا ہے اور وہ عادل بھی ہے اور جوانسان کے تمام اچھے اور برے اعمال کی جزا اور سزا بھی دے گا۔ میدان محشر میں انسان کے خیروشر پر مبنی جملہ اعمال کو اس کی نگاہوں کے سامنے پیش کردیا جائے گا۔ یہ حقیقی امتحان وآزمائش کی منزل ہوگی اگر انسان اس دن کامیاب ہوگیا تو یہ سب سے بڑی کامیابی ہے چاہے دنیا میں اسے لاکھ ستایا گیا ہو۔ اور اگر وہ اس دن ناکام ونامراد رہا تو وہ بڑی رسوائی ہے چاہے دنیا میں خود کو بڑا ثابت کرنے کے لئے شہروں کو ویران کیا ہو، لوگوں کی آبرو کو خاک میں ملایا ہو، کسی بھی شریف کو ذلیل ورسوا کیا ہو اور اپنی ان برائیوں کو چھپانے کے لئے دوسروں

کے خلاف وسیع پروپگنڈہ کا بازار گرم کیا ہو۔

امام خمینیؒ آخرت کی کامیابی کو سب سے بڑی کامیابی سمجھتے تھے اور اس کامیابی کو حاصل کرنے کے لئے تمام زندگی کو وقف کررکھا تھا۔وہ چھوٹی سے چھوٹی بات کا بھی خیال رکھتے تھے۔

اسلام میں ہے اگر کوئی اپنی اولاد کو مارتا ہے اور اس سے کے جسم پر داغ نمایاں ہو جاتے ہیں تو اسے دیہ دینی ہوگی۔ امام خمینیؒ نے ایک بار اپنی بیٹی کو جو اس وقت کافی چھوٹی تھی صرف اس مقصد سے کہ ڈرایا جائے زمین پر چھڑی کو مارا لیکن اتفاق سے چھڑی پیر میں لگی گئی اور پیر لال ہوگیا امام خمینیؒ نے اپنی بیٹی کو دیت دی۔ یہ سب کردار معاد کے تصور سے پیدا ہوتا ہے نہ کہ ویتنام ،ہیروشیما، ایران اور عراق پر کیمیاوی اسلحہ سے لاکھوں بچوں کو اپاہج کردیا جائے۔ اور یہ کہا جائے کہ جہاں بھی ہمارا مفاد ہوگا وہاں ہم کچھ بھی کرگزر یں گے۔ ساری دنیا میں ظلم نظر آئے اور جب خود ظلم کریں یا اس کی اولاد اسرائیل ظلم کرے تو تمدن نظر آئے۔

لازمی معلوم ہوتا ہے کہ خود امام خمینیؒ کی نظر میں معاد کا جو تصور تھا اور تصور جس پر یقین رکھنے کے بعد وہ اس اعلیٰ منزل پر فائز ہوئے تھے پیش کیا جائے۔

معاد پر ایمان فطری ہے۔

جس طرح توحید ومعرفت ، رسالت وولایت فطری ہے اسی طرح معاد پرایمان بھی فطری ہے۔جس کے ثبوت کے لئے امام خمینیؒ ایک لطیف اور سبھی کا محسوس کیا ہوا گوشہ بیان کرتے ہیں۔فرماتے ہیں کہ اگر دنیا تمام لوگوں سے چاہے وہ عالم ہوں یا جاہل ،شریف ہوں یا رزیل کسی بھی ملک وعلاقے کے رہنے والے ہوں دریافت کیا جائے کہ آپ جو محنت کرر ہے ہیں اس کی وجہ کیا ہے تو سبھی فطری طور پر یہ جواب دیں گے کہ جو کچھ بھی کرر ہا ہوں صرف اس لئے کہ آرام حاصل ہوجائے۔یعنی سب کی آخری خواہش وآرزو یہ ہوتی ہے کہ آرام مل جائے۔ اور انسان اس آرام کو اپنے لحاظ سے تلاش کرتا ہے۔لیکن اسے مکمل راحت اور مطلق

سکون حاصل نہیں ہوتا کیونکہ اس دنیا میں ایسی راحت اور ایسا آرام ممکن ہی نہیں جس کے ساتھ کوئی تکلیف نہ ہو۔

اس لئے لازم ہے کہ ایسا عالم بھی ہو جہاں صرف اور صرف آرام وراحت ہو اور کسی بھی درد والم کا گزر نہ ہو۔ تمام نعمتیں کمال پر میسر ہوں تمام خوشیاں خالص ہوں اور وہ صرف عالم آخرت ہے۔

ایک ایساعالم ہونا چاہئے جہاں پر انسان جو بھی ارادہ کرے وہ پورا ہوجائے کیونکہ انسان دنیا میں ایسا چاہتا ہے اس کی اس خواہش کی تکمیل یہاں ممکن نہیں ہو پاتی لیکن آخرت میں ایسا ہی ہوگا۔ کیونکہ ہمارے آئمہ نے ہم لوگوں کو یہ بشارت دی۔[۲]

انسان یہ بھی چاہتا ہے کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے لیکن یہ اس دنیا میں ممکن نہیں ہے یہ تبھی ممکن ہے جب انسان حق مطلق میں فنا ہوجائے تاکہ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہ سکے۔

اس بات کو ایک جگہ اور لطیف انداز میں فرماتے ہیں کہ فطرت فنا سے بیزار ہے اوراس سے نفرت بھی کرتی ہے اور بقا ابدی سے محبت کرتی ہے اوردنیوی حیات کا ابدی ہونا ممکن نہیں ہے۔ اس لئے آخرت کا ہونا فطری ہے جہاں فنا نہیں بلکہ بقا ہی بقا ہے۔[۳]

دوسری جگہ وہ قیامت کے برپا ہونے کے لئے سزا کے عنوان سے ایک عقلی دلیل پیش کرتے ہوئے ان لوگوں کو جواب دیتے ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ فلاں نے ساٹھ سال ظلم کیا اسے ہمیشہ ہمیشہ کی سزائیں کیوں دی جائے گی۔ فرماتے ہیں کہ یہ ممکن نہیں کہ ہم لوگ ایک ایسے شخص کو جو محمد رضا شاہ کی طرح ظلم کرے اس دنیا میں سزا دے سکیں کیونکہ اگر کسی نے ایک آدمی کو مارا ہے تو اسے قتل کردیا جائے لیکن اگرکوئی پوری ملت کو تباہ وبرباد کرے تو اس دنیا میں ہم اسے اس کے جرم کے تناسب سے کوئی سزانہیں دے سکتے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ ایک عالم ابدی ہونا چاہئے جہاں ایسا خوفناک عذاب ہوجس کا ہم تصور بھی نہ کرسکتے ہوں تاکہ ایسے انسانیت دشمن مجرموں کوکوسزا دی جائے۔

امام خمینیؒ اپنی ایک مفصل تقریر میں فرماتے ہیں کہ انسان کے اندر یہ قدرت نہیں پائی جاتی ہے کہ وہ اس شخص کو سزا دے سکے جس نے بیگناہ جوانوں کو اتنی طویل مدت تک قید خانہ میں مقید رکھا کہ وہ بوڑھے ہوگئے۔ ہم سے کچھ لوگ مصافحہ کرتے ہیں جب میں ان کے ہاتھوں کو دیکھتا ہوں تو وہ وقت یاد آتا ہے جب انکا ہاتھ عام لوگوں کی طرح تھا لیکن ان لوگوں پر ایسے مصائب ڈھائے گئے کہ وہ وقت سے پہلے بوڑھے اور کمزور ہوگئے۔

کیا یہ ممکن ہے کہ ایک آدمی تیس سال لوگوں پر ظلم کرے، اس کے افسران ملک میں چاروں طرف بچوں عورتوں بوڑھوں اور جوانوں کو خاک وخون میں غلطاں کرے لوگوں کے حقوق کو پامال کرے اور جب وہ تمام عیش وعشرت کی زندگی بسر کرنے کے بعد عمر کی آخری منزلوں میں آجائے تو کافی ہو۔

یہ بات عقل وانصاف اور فطرت کے خلاف ہے۔ اس لئے ایسی دنیا ہونی چاہئے جہاں اس کے ظلم کی کامل سزا دی جائے۔ اور وہ آخرت ہے [۴] فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ۔ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ۔ [۵]

لیکن کیا وجہ ہے کہ مادیت پرست افراد معاد کا یقین نہیں رکھتے اس سلسلے میں امام خمینیؒ فرماتے ہیں۔

مادیت پرستوں کے نزدیک معیار شناخت صرف حس ہے اور جو چیز محسوس نہ ہو اسے علم کے دائرہ کے باہر تصور کرتے ہیں اور ہستی کو صرف مادہ مانتے ہیں اور وہ چیز جو مادہ نہیں ہے اسے موجود تسلیم نہیں کرتے اور وہ غیب، وجود خدا وحی، نبوت اور قیامت کو اضافہ تسلیم کرتے ہیں۔ لیکن الٰہی مکتب فکر میں (حس اور عقل) دونوں کا اعتبار ہے اور وہ چیز جو معقول ہے وہ بھی علم کے دائرہ میں ہے چاہے وہ محسوس نہ ہو۔ اور اس کے بعد ایک عجیب وغریب اور نہایت لطیف انداز سے اس بات کو پیش کرتے ہیں ممکن ہے کہ کوئی چیز مادہ نہ ہو لیکن موجود ہو۔ جس طرح مادی وجود کے درک کے لئے مجرد کی ضرورت ہوتی ہے بالکل اسی طرح شناخت

حس کے لئے بھی عقل کی ضرورت ہے۔ ۶

یہ وہ پیغام تھا جو کہ امام نے گوربا چیف کو بھیجا تھا۔

پھر اپنے اسی پیغام میں مجرد کو ثابت کرنے کے لئے بہترین عقلی دلیل پیش کرتے ہیں جو کہ انسان کے مجرد ہونے کو بھی ثابت کرتی ہے اور معاد کو سمجھنے کے لئے ایک نیا باب کھولتی ہے جس کو اگر انسان سمجھ جائے تو بڑی بڑی مصیبتیں آسان ہوجاتی ہیں اور گناہوں سے بھی بچ جاتا ہے۔ تجرد کی بحث کو ایک نئے انداز سے شروع کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ بدیہی امر ہے کہ مادہ اور جسم خود سے بے خبر ہے جیسے ایک پتھر جو کسی بیابان میں پڑا ہوا ہے اور اسے خود نہیں معلوم کہ وہ کہاں پر ہے۔ اس کے اطراف میں کون ہے۔ اس کا دوست کون ہے اور اس کا دشمن کون ہے۔لیکن انسان اور حیوان کے ساتھ ایسا نہیں ہے۔ اس کے اندر کوئی ایسی چیز پائی جاتی ہے جس کے ذریعہ سے وہ جانتا ہے کہ دوست اور دشمن کی شناخت کر لیتا ہے اور وہ مادہ سے جدا ہے اور مادہ کے مرنے سے نہیں مرتا۔ ۷

اس کے بعد انسان کا ایسا مجرد ہونا ثابت کرتے ہیں جو بالکل اعلیٰ اور بالا منزل ہے۔ ایک تقریر میں فرماتے ہیں کہ انسان اس عالم طبیعت کا ایسا مجرد ہے جو ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے اور انسان کی یہ خصوصیت اس بات کا ثبوت ہے کہ ایک (Metaphysical) ہے جو کہ اس طبیعت (Physical) کو چلا رہا ہے اور انسان میں یہ عقل کی صورت میں ہے جو کہ حد کمال تک پہنچ سکتا ہے۔ ۸

اور پھر تجرد کو آخری منزل تک پہنچاتے ہوئے بیان فرماتے ہیں کہ قرآن کی بعض آیات ایک مقام عالی کی طرف دلالت کرتی ہیں جسے آیات رجعت اور انبیاء کا مقصد اس منزل تک پہنچانا ہے اور بہت ہی کم لوگ اس منزل تک پہنچ سکے۔ اگر انبیاء نہ ہوتے تو زیادہ تر انسان تجرد حیوانی ہی پر آ کر رک جاتے۔لیکن اگر انسان اللہ اور اس کے رسول کے پیغام پر عمل کرتے تو شاید ایک مجرد عقلانی ہوجاتے۔ ۹

انسان معاد کا انکار اس لئے کرتا ہے کہ وہ اس ہستی میں صرف مادہ کا قائل ہے لیکن اگر امام خمینیؒ کی ان دلیلوں پر غور کریں تو یقیناً انسان کا ذہن اس بات کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ مادہ کے علاوہ بھی کچھ ہے جو اس ہستی میں موجود ہے جس کے ذریعہ انسان اور حیوان مجرد ہوا یعنی جسم کے علاوہ بھی ایک قوت ہے جو قوت ادراک ہے اور انسان میں وہ بالا او اعلیٰ منزل پر ہے اور اگر اسے کمال پر پہنچایا جائے تو وہ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گی اور وہ تمام تمنائیں جو انسان کی دنیاوی زندگی میں تھیں اور دنیاوی وسائل کے محدود ہونے کی بنا پر پوری نہیں ہوئیں اس دنیا میں پوری ہوجائیں گی جو کہ (Metaphysical) ہے۔

امام خمینیؒ ان تمام چیزوں کی تفسیر عرفانی انداز سے اپنے مخصوص انداز میں اس طرح پیش کرتے ہیں کہ اُسے ہر نفس با آسانی درک کرسکتا ہے۔

اعتقاد معاد کا انسان کی زندگی میں اثر

امام خمینیؒ تمام عقیدوں کو انسان کی عملی زندگی میں لانا چاہتے تھے جیسے توحید کے لئے کہا تھا کہ توحید اخلاق میں بھی ہونی چاہئے ،توحید حکومت میں بھی ہونی چاہئے اور توحید معاملات میں بھی ہونی چاہئے وغیرہ وغیرہ اور یہی عین اسلام بھی ہے کہ سارا عقیدہ عمل کی منزل میں آجائے اور اگر یہ تمام پاک عقائد انسان کی عمل زندگی میں آجائیں تو وہ معاشرہ جس میں وہ رہ رہا ہے وہ جنت ہوجائے اس طرح معاد کے عقیدہ کو انسان کی عملی زندگی میں انقلاب بتاتے ہیں ۔فرماتے ہیں کہ اگر انسان کو یقین ہوجائے کہ اس دنیا کا کوئی خالق اور ایک روز سوال وجواب کا ہے اور مرنا فنا نہیں ہے مرنا ایک انتقال ہے نقص سے کمال کی طرف تو وہ ہر گناہ اورلغزش سے بچ جائے۔ ۱۰

ایسا ہی خود امام خمینیؒ کی زندگی میں بھی تھا جیسا کہ گفتگو کے آغاز میں بیان کیا گیا جب یہ بات امام خمینیؒ کی عقلی دلیلوں سے ثابت ہے کہ ایک دنیا اس دنیا کے بعد بھی ہے اور ہونی چاہئے تو لازم ہے کہ ان کی زبانی دیکھیں کہ اس دنیا کے حالات کیا ہیں ۔ امام خمینیؒ

فرماتے ہیں کہ ہم لوگ غور کریں کہ رسول اللہ جو کہ معصوم تھے لیکن پھر بھی اپنے علم کی بنا پر جس کے ذریعہ انہوں نے آخرت کی حالت کو جانا ہے ہمیشہ آخرت کا خوف رکھتے تھے جس کی وجہ سے ان کی زندگی کی راحت ختم ہوگئی تھی لیکن ہم لوگوں کی جہالت و نادانی نے ہم لوگوں کو غافل کررکھا ہے۔ شیطان نے ہم لوگوں کو دھوکہ میں رکھا ہے اور لمبی امیدوں کے ذریعہ آخرت کو فراموش کرانا چاہتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں اے عزیزو! مولا دعاء کمیل میں فرماتے ہیں کہ آخرت کا وہ عذاب کیسا عذاب ہے جس کو نہ زمین برداشت کرسکتی ہے اور نہ آسمان۔ پھر بھی تم غفلت ونسیان میں پڑے ہو۔ اے دل غافل! خواب سے بیدار ہو اور آخرت کے سفر کے لئے تیار ہو۔[۱]

یقیناً آج! دنیا میں جو فساد ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم کسی کے سامنے خود کو جواب دہ تسلیم نہیں کرتے ہیں اس لئے جس کا جو جی چاہتا ہے حق ضائع کردیتا ہے جس پر چاہتا ہے ظلم کرتا ہے اگر ہم یقین کرلیں کہ ہمیں ایک جگہ جواب دینا ہے جہاں تمام (Propaganda) کی طاقت ختم ہوجائے گی تمام قدرت ختم ہوجائے گی اور وہاں ہاتھ اور پیر گواہی دیں گے جسم کے دوسرے اعضاء گواہی دیں گے تو دنیا میں بہت سے خمینیؒ نظر آنے لگے گیں جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ بارود کے گولے پر بیٹھی ہوئی دنیا امن کا گہوارہ ہوجائے گی۔ خدا کرے ہم لوگ اس معاد پر یقین رکھنے کے بعد مثل خمینیؒ ہوسکیں یہی ہماری سب سے بڑی خراج عقیدت ہے۔

حوالے:

۱۔ روزنامہ جمہوری اسلامی ۱۹/۱۰/۶۶

۲۔ بحار الانوار۔ ج ۸ ص ۷۱، باب الجنه ونعيمها۔

۳۔شرح حدیث عقل وجہل ص ۱۰۱

۴۔صحیفہ نور ج۔ ۷،ص ۱۶۸۔ ۱۶۷

۵۔صحیفہ نور ج ۴ ص، ۲۵، ۲۷۹

۶۔سورہ زلزال۔آیت ۷ ۸۱۹

۷۔صحیفہ نور ج ۲۱ ص ۶۷

۸۔صحفیہ نور ج ۲۱ ص ۶۸

۹۔صحیفہ نور ج ۲ ص ۲۲۱

۱۰۔تقریران اسفار۔

۱۱ تفسیر سورہ حمد ص ۱۰۹۔